توحید الصوم و الأعیاد

رویئت الھلال و توحید العیدین

از: مولانا سید امیر حسین شاہ گیلانی
سابق ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان
رکن المجلس الفقہی جمعیۃ علماء اسلام

ذیلی عنوانات	:	نمبر شمار
رویئت ہلال میں جہاز اور خوردبین کے عدم جواز کے متعلق مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء لکھنو کی تجویز نمبر ۴۔	:	۱
رویئت ہلال میں ریڈیو اور ٹی وی کی خبر کی شرعی حیثیت۔	:	۲
تار کی اطلاع۔	:	۳

رویئت ہلال کا لغوی معنیٰ چاند دیکھنے کے ہیں رمضان کا ثبوت چاند دیکھنے یا ماہ شعبان کی تیس تاریخ پورے ہو جانے سے ہوتا ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ ’’صوموا لرؤیتہ فان غم علیکم فأکملوا عدۃ شعبان ثلاثین ‘‘(الکتب الستۃ رواہ البخاری حدیث نمبر ۱۹۰۹، باب ۱۱ کتاب نمبر ۳۰) کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور گھٹا ہو جائے تو شعبان کی تیس دن پورے کرو۔ نیز یہ ثابت شدہ چیز میں اصل اس کی بقاء ہے جب تک دلیل عدم قائم نہ ہو اور چونکہ پہلے سے مہینہ ثابت تھا اب اس کے ختم ہونے میں شک ہے تو شک چاند دیکھنے یا تیس دن پورے ہونے سے ختم ہوتا ہے۔ تنہا ایک شخص نے رمضان کا چاند دیکھ کر گواہی دی اور اس کی گواہی قبول نہ ہوئی خود اس کو روزہ رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ’’کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو‘‘ اور اس نے چونکہ چاند دیکھا ہے اس لئے اسے روزہ رکھنا چاہئے۔ اگر آسمان پر ابر غبار یا بخارات وغیرہ ہو تو رمضان کے چاند میں ایک عاقل بالغ عادل مسلمان کی گواہی کافی ہے آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت، کیونکہ حضور ﷺ کا رمضان کے چاند میں ایک دیہاتی کی شہادت کو قبول کرنا حدیث سے ثابت ہے۔ ’’عن ابن عباسؓ جاء اعرابی الیٰ النبی قال انی رأیت الھلال فقال اتشھد ان لا الٰہ الا اللہ اتشھد ان محمداً رسول اللہ قال نعم قال یا بلالؓ اذن فی الناس ان یصوموا غداً‘‘ (الکتب الستۃ رواہ الترمذی کتاب نمبر ۶، حدیث نمبر ۶۹۱، باب نمبر ۷) ابن عباسؓ سے روایت ہے فرمایا دربار رسالت میں ایک بدو تشریف لے آئے اس نے عرض کیا میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے تو آپ ﷺ نے کہا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں کیا تو گواہی دیتا ہے بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو اس نے کہا جی ہاں تو آپ ﷺ نے فرمایا اے بلال لوگوں میں اعلان کرو کہ وہ کل رمضان کا روزہ رکھے اور گواہ کا عادل ہونا اس لئے شرط ہے کہ بسلسلہ دیانت فاسق کا قول مقبول نہیں امام طحاویؒ نے جو یہ کہا ہے عدلا کان او غیر عدل

سواس سے مراد مستور الحال ہے کیونکہ مستور الحال کی گواہی مقبول ہے اور فاسق کی گواہی قبول نہیں۔ ہلال رمضان کی خبر میں ایک ثقہ اور معتبر صادق کی خبر ثبوت کے لئے کافی ہے قاعدہ شہادت شرعیہ اور اس کے جملہ شرائط ضروری نہیں۔ ''هكذا فی الهداية ص ۲۱۵.
وروی الحسنؒ عن ابی حنیفةؒ تعالیٰ أنه تقبل شهادة وهو الصحيح كذا في المحيط وبه اخذا لحلوانی كذا فی شرح النقاية للشيخ أبی المكارم" ترجمہ: اور امام حسن بن زیادؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت کی ہے کہ مستور الحال کی گواہی قبول کی جائے گی اور یہی صحیح ہے محیط میں ایسے ہی ہے۔ اور شرح النقایہ للشیخ ابی المکارم میں ہے کہ امام الحلوائیؒ نے اس کو لیا ہے'' هكذا فی الفتاوىٰ العالمگيريه ص ۱۹۷ اور آسمان پر ابر، غبار یا بخارات وغیرہ نہ ہو تو رمضان کے چاند میں ایک آدمی کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی یہاں تک کہ جماعت چاند کو دیکھ لے کیونکہ ان کی خبر سے علم یقین کے درجے کو پہنچے گا پھر جماعت سے اہل محلہ مراد ہیں اور امام ابو یوسفؒ سے پچاس آدمیوں کی روایتؒ ہے کہ پچاس آدمی چاند دیکھنے کے گواہی دیں اہل شہر اور جو شخص شہر میں باہر سے آئے اس میں کوئی فرق نہیں امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ اگر ایک آدمی شہر کے باہر سے آیا تو اس کی گواہی کو قبول کیا جائے گا کیونکہ شہر سے باہر موانع کم ہوتے ہیں اور ایسے ہی جو آدمی شہر میں بلند جگہ پر ہو اس کی گواہی کو قبول کیا جائے۔ هکذا فی الھدایہ ص ۲۱۶ خبر مستفیض۔ اگر عام رویت ہلال یا کسی قاضی مفتی کے سامنے شہادت گزرنے اور اس کے فیصلے کی اطلاع مختلف شہروں اور مختلف اطراف کی کئی نشر گاہوں سے آجائے تو اصطلاح فقہاء میں یہ خبر مستفیض ہو جائے گی جس میں شہادت کی شرائط ساقط ہو جاتی ہے ایسی صورت میں ہلال رمضان المبارک وہلال عیدین دونوں میں ریڈیو کی خبر پر عمل اور اس کے مطابق روزہ رکھنا یا افطار کرنا درست ہوگا۔ بشرطیکہ شہر کے مفتی قاضی اس خبر کو خبر مستفیض تسلیم کرلیں۔ عوام خود اس کا فیصلہ نہ کریں۔ ''قال شمس الائمة الحلوانیؒ الصحيح من مذهب اصحابناؒ ان الخبر اذا استفاض وتحقق فی ما بين اهل البلدة الاخرىٰ يلزمهم حكم هذه البلدة انتهى اهـ'' (مجموعہ رسائل ابن عابدین ص ۲۵۲ ج ۱)

چاند دیکھنے کے لئے ہوائی جہاز میں پرواز:۔

چاند دیکھنے کے لئے ہوائی جہاز میں پرواز کرنے کا اہتمام کسی وجہ سے بھی مناسب نہیں اول تو ایک قسم کا غلو ہے جس کی نظیر عہد رسالت اور قرونِ خیر میں نہیں ملتی۔ یہ مانا کہ اس وقت ہوائی جہاز نہ تھے مگر مکہ مکرمہ صفا اور مروہ اور جبل ابی قیس جیسے پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے اس طرح مدینہ کے قرب وجوار میں متعدد پہاڑیاں ہیں اگر چاند دیکھنے کے لئے اتنی بلند پرواز کی کوئی اسلامی خدمت یا شرعی ضرورت ہوتی تو یقین تھا کہ صحابہ کرامؓ کی جماعتیں اس کام لئے پہاڑوں پر جایا کرتیں۔ اور اس کے بے شمار روایتیں حدیث کے ذخیرہ میں موجود ہوتیں اس طرح اس عہد مبارک میں اگر ہوائی جہاز اور ریڈیو ٹیلیفون نہ تھے تو تیز رفتار سانڈنیاں موجود تھیں جو ایک رات دن میں دور تک کی خبریں بلکہ شہادتیں لا سکتی تھیں مگر حکیم الحکماء ﷺ نے اس کو بھی پسند نہ کیا کہ سانڈنی سوار دوڑ کے مکہ سے مدینہ یا رابع وغیرہ کی خبریں بہم پہنچائیں شام اور مصر فتح ہونے کے بعد کوئی مشکل نہ تھا کہ وہاں کی شہادتیں ہر وقت سانڈنی سواروں کے ذریعے مدینہ طیبہ میں جمع کرلی

جائیں مگر نظر سے نہیں گزرا۔ کہ حضرات صحابہؓ نے اس کا اہتمام فرمایا ہو ان کا یہ طرز عمل اس کی کھلی علامت ہے کہ ان معاملات میں زیادہ اہتمام اور کاوش ان حضرات کو پسند ہی نہ تھی یہ احتمال ان خیر الخلائق کے بارے میں نہیں ہو سکتا کہ پسندیدہ اور افضل ہونے کے باوجود سستی سے اس پر عمل نہ کیا ہو۔ (الات جدیدہ ص ۱۴۴) لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس اہتمام کی ایک نظیر بھی قرون مشہود لہابالخیر میں نظر سے نہیں گزری اس لئے بقول سعدی ولیکن میفزائے بز مصطفیٰ علیہ کو پیش نظر رکھ کر ہر افق والوں کو اپنے ہی افق کی سطح پر چاند دیکھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ چاند نظر آجائے اس کے مقتضیٰ پر عمل کریں۔ نظر نہ آئے تو تیس دن پورا کر کے مہینہ ختم قرار دیں علاوہ ازیں ہوائی جہاز کے ذریعے رویئت ہلال کی صورت میں بہت ممکن ہے کہ ہوئی جہاز اتنی بلندی پر پہنچ گیا ہو جہاں مطلع بدل جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ دوسرے مطالعے کا چاند تو مغربی جانب میں پرواز کر کے اٹھائیس تاریخ کو بھی دیکھا جا سکتا ہے ایسی صورت میں مشہور اختلافی مسئلہ سامنے آئے گا کہ رویئت ہلال میں اختلاف مطالع معتبر ہے یا نہیں یہ مسئلہ آئمہ فقہاء میں مختلف فیہ رہا ہے خود حنفیہ کی روایتیں مختلف اور فقہاء کے فتاویٰ اس باب میں مختلف ہے تو رویئت ہلال بلاوجہ مسلمانوں میں اختلاف واضطراب پیدا کرنے کا موجب ہوگی اب ایک سوال رہ جاتا ہے کہ فرض کر لیجئے کہ ہوائی جہاز پر چاند دیکھنے کا اہتمام سے نہیں بلکہ اتفاقی طور سے ہوائی سفر کرنے والوں نے اوپر چاند دیکھ کر مجلس علماء یا قاضی کے سامنے شہادت دی تو اس کی کیا حیثیت ہوگی۔ سو جیسا اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ اس مسئلے میں آئمہ اربعہ میں اختلاف ہے اور فقہاء حنفیہ میں بھی۔ متونِ حنفیہ میں اگرچہ (لاعبرة باختلاف المطالع) کے الفاظ موجود ہیں لیکن محققین حنفیہ کا فتویٰ یہ ہے کہ بلاد بعیدہ جن میں اختلاف مطالع واقع ہو سکتا ہے ان میں اختلاف مطالع کا اعتبار کرنا چاہئے فقہائے عراقیین حنفیہ اسی طرف گئے ہیں آخر میں شاہ ولی اللہؒ قدس سرہ نے بھی فتویٰ میں اس کو اختیار فرمایا ہے قدیم میں تو یہ مسئلہ ایک فرضی صورت بن کر رہ جاتا ہے۔ کیونکہ ایسے بلاد بعید جن میں اختلاف مطالع واقع ہو سکے وہاں سے شرعی شہادت کا اس جگہ بہم پہنچانا ذرائع نہ ہونے کی سبب متصور نہیں تھا اور آج تو یہ روزمرہ کا معاملہ ہے کہ ہزاروں میل کا آدمی چند گھنٹے میں کہیں کا پہنچ جاتا ہے اس لئے اس پر گہری نظر ڈالنے اور غور کرنے کی ضرورت ہے۔"

صحیح مسلم باب بیان ان لکل اھل بلدۃ رویتھم" حضرت کریبؓ کا ملک شام سے رمضان کا چاند شب جمعہ میں دیکھ کر مدینہ واپس آنا اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے سامنے شہادت دینا اور یہ بیان کرنا منقول ہے کہ امیر شام حضرت معاویہؓ اور عام مسلمانوں نے جمعہ کا پہلا روزہ رکھا ہے جس پر حضرت عباسؓ نے یہ فیصلہ دیا کہ "لکنا رأیناہ لیلۃ السبت فلا نزال نصوم حتیٰ نکمل الثلثین او نـراہ" اس پر حضرت کریبؓ نے عرض کیا کہ آپ کے لئے حضرت معاویہؓ کی روایت اور ان کا فیصلہ کافی نہیں ہے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا "لا ھکذا امرنا رسول اللہ ﷺ" ترجمہ نہیں ہمیں رسول ﷺ نے ایسا ہی حکم دیا ہے اس حدیث سے بعض علماء نے یہ استدلال کیا ہے کہ ہر بلدہ کے لوگوں کو اپنی رویت پر عمل کرنا چاہئے اور محققین فقہاء نے بشہادت واقعات اس کو بلاد بعیدہ کے ساتھ مخصوص کیا ہے جن میں اختلاف مطالع واقع ہو سکتا ہے اور صحیح بخاری کی روایت "صوموا الرویتہ و افطرو الرویتہ" کا متبادل مفہوم بھی یہی قرار دیا ہے اسی لئے محققین حنفیہؒ کے نزدیک بھی یہی مختار ہے۔ اور صاحب بدائع نے تو دوسرا قول نقل کرنے کی بھی ضرورت نہیں

سمجھی صرف اسی کو بالفاظ ذیل لکھا ہے۔''هكذا اذا كانت المسافة بين البلدين قريبة لا تختلف فيه المطالع فاما اذا كانت بعيدة فلا يلزم احدالبلدين حكم الاخر لأن مطالع البلاد عند المسافة الفاحشة تختلف فيعتبر فى اهل كل بلد مطالع بلادهم دون البلاد الأخرة''(بدائع ص ۳۸، ج ۲)

اور یہی مضمون حضرت شاہ ولی اللہؒ نے شرح مؤطا میں تحریر فرمایا ہے بناء علیہ جو شہادت بذریعہ ہوائی جہاز ایسے بلاد بعیدہ سے یا اتنی بلندی سے آئے جہاں اختلاف مطالع ہوسکتا ہے وہ شہادت اسی جگہ کے لئے قابل قبول ہی نہیں، (واللہ تعالیٰ اعلم) امدادالمفتین ص ۴۷۹۔

رویئت ہلال میں جہاز اور خوردبین کے عدم اعتبار کے متعلق مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء لکھنو کی تجویز نمبر ۶:۔

چاند کے ثبوت کے سلسلے میں فقہاء نے جو قواعد مقرر کئے ہیں ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مطلع ابر آلود نہ ہو تب تو یقینی خبر ''مطلوب'' ہے اس لئے ایسی صورت میں تو ہوائی جہاز سے اڑکر دوربین کے ذریعے رویت کا اعتبار نہ کیا جائے گا کہ مطلع صاف ہونے کے باوجود معمول کی حالت میں چاند کا نظر نہ آنا چاند کے طلوع ہونے کے مشتبہ کردیتا ہے۔ مطلع ابر آلود ہو تو گمان غالب کافی ہے لہٰذا ایسی صورت میں ہوائی جہاز یا دوربین کے ذریعے رویئت معتبر ہونی چاہئے۔ بشرط یہ کہ ہوائی جہاز کے ذریعے اونچی پرواز نہ کی گئی ہو کہ مطلع بدل جائے چنانچہ مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء لکھنو کی تجویز نمبر ۷ اسی طرح ہے۔

نمبر ۷:۔

ہوائی جہاز سے اتنی بلندی پر اڑکر چاند دیکھنا جس سے مطلع متاثر ہوتا ہو معتبر نہیں اور شریعت نے اس کا مکلف بھی نہیں کیا ہے فقہی کتابوں میں جہاں اونچی جگہ پر چڑھ کر چاند دیکھنے کا تذکرہ ہے اس سے مراد اونچائی ہے جو عموماً شہروں میں ہوا کرتی ہے تاکہ مکانوں اور درختوں کی بلندی افق کو دیکھنے میں حائل نہ ہو خواہ وہ کسی ذریعہ سے ہو لہٰذا ہوائی جہاز سے اس قدر اونچائی پر پہنچ کر اگر چاند دیکھا جائے جس سے مطلع بدل جاتا ہے تو وہاں کی زمین والوں کے لئے اس کے رویئت معتبر نہیں قرار پائے گی۔ (جدید فقہی مسائل ص ۳۱) یہاں اس حقیقت کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ جدید آلات کے ذریعے رویئت کی حیثیت محض کشف کی ہے یہ ایسا نہیں ہے کہ ایک چیز وجود میں نہ ہو اور اس کی وجہ سے خواہ مخواہ نظر آنے لگے بلکہ وہ ایک موجود شئی کو جس کو ہم دوری، غبار یا بصارت ونظر کی کمی کی وجہ سے نہیں دیکھ سکتے۔ ہمارے لئے قابل دید بنادیتی ہے اس کی نظیر فقہاء متقدمین کے یہاں بھی ملتی ہے کہ اگر کوئی شخص بلند مقامات سے چاند دیکھے جب کہ نیچے سے چاند نظر نہیں آرہا تو اس کی اطلاع قابل اعتبار ہوگی۔ (جدید فقہی مسائل ص ۱۳۱ بحوالہ ردالمختار ج ۱۲۷/۱)

اس بات کی طرف مفتی محمد شفیعؒ صاحب نشاندہی کرتے ہوئے آلات جدیدہ میں تحریر فرمایا ہے۔

تنبیہ:۔

لیکن اس کی معنی یہ نہیں کہ اتفاقی طور پر کوئی ہوائی جہاز کا مسافر چاند دیکھ لے اور آکر شہادت دیں تو اس کی شہادت قبول نہ کی جائے کیونکہ

اس کی شہادت کو رد کرنے کی کوئی وجہ نہیں بلکہ نیچے کی ہوا میں گرد وغبار اور بخارات کی وجہ سے مستبعد نہیں کہ چاند نظر نہ آئے اور بلند جگہوں پر صاف ہوا ہونے کی وجہ سے نظر آجائے۔'' **کما قال الشامی :وقد یری الھلال من اعلیٰ الا ما کن ما لا یری من الاسفل فلا یکون تفردہ بالرویۃ خلاف الظاھر** ''ص ۱۲۷ ج ۲) شرط یہ ہے کہ ہوائی پرواز اتنی اونچی نہ ہو جہاں تک زمین والوں کی نظریں پہنچ ہی نہ سکیں کیونکہ شرعاً رویئت وہی معتبر ہے کہ زمین پر رہنے والے اپنی آنکھوں سے اس کو دیکھ سکیں اس لئے اگر بیس، تیس ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کر کے کوئی شخص چاند دیکھ آئے تو اس بستی کے لئے وہ رویئت معتبر نہیں جس سے عام انسان باوجود مطلع صاف ہونے کے اس کو نہیں دیکھ سکیں، (آلات جدیدہ صفحہ ۱۷۵)

کتاب آلات جدیدہ میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ رویئت ہلال کے معاملے میں آلات جدیدہ کی خبروں کا درجہ ارقام فرماتے ہیں مسئلہ ہلال کے تمام ضروری پہلوؤں کی وضاحت کے ضمن میں یہ بھی معلوم ہوگیا کہ آلات جدیدہ، ریڈیو، ٹیلیفون، ٹیلی ویژن، لاسلکی، وائرلیس، ٹیلیگرام وغیرہ کے ذریعے آنے والی خبروں کا درجہ اور مقام شرعی حیثیت سے کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔

(1) ہلال رمضان کے علاوہ عید، بقرعید اور کسی دوسرے مہینے کے لئے ثبوت ہلال باقاعدہ شہادت کے بغیر نہیں ہوسکتا اور شہادت کے لئے شاہد کا حاضر ہونا لازمی ہے غائبانہ خبروں کے ذریعہ شہادت روا نہیں ہوسکتی خواہ وہ قدیم طرز کے آلات خبر رسائی خط وغیرہ ہوں یا جدید طرز کے ریڈیو، ٹیلی فون وغیرہ۔

(2) البتہ جن شہر میں باقاعدہ قاضی یا ہلال کمیٹی نے کسی شہادت پر اطمینان کر کے عید وغیرہ کا اعلان کر دیا ہو اس اعلان کو اگر ریڈیو پر نشر کیا جائے تو جس شہر کے قاضی یا ہلال کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے اس شہر اور اس کے مضافات، دیہات کے لوگوں کو اس ریڈیو کے اعلان پر عید وغیرہ کرنا جائز ہے شرط یہ ہے کہ ریڈیو کو اس پر پابند کیا جائے کہ وہ چاند کے متعلق مختلف خبریں نشر نہ کرے صرف وہ فیصلہ نشر کریں جو اس شہر کے قاضی یا ہلال کمیٹی نے اس کو دیا ہو اور اس کو نشر کرنے میں پوری احتیاط سے کام لیں جن الفاظ میں فیصلہ دیا گیا ہو وہ الفاظ بعینہ نشر کئے جائیں جس ریڈیو میں ایسی احتیاط کی پابندی نہ ہو اس کے اعلان پر عید وغیرہ کرنا کسی کے لئے درست نہیں اور جس طرح ایک شہر کے قاضی یا ہلال کمیٹی کا فیصلہ اس شہر اور اس کے مضافات کے لئے واجب العمل ہے اسی طرح اگر کوئی قاضی یا مسلم مجسٹریٹ یا ہلال کمیٹی پورے ضلع یا صوبہ یا پورے ملک کے لئے ہو تو اس کا فیصلہ اپنے حدود ولایت میں واجب العمل ہوگا اس لئے جو فیصلہ پاکستان میں صدر مملکت کی طرف سے ریڈیو پر نشر کیا جائے اور اس میں مذکور الصدر احتیاط سے کام لیا گیا ہو وہ پورے ملک کے لئے نافذ العمل ہوسکتا ہے بشرطیکہ کوئی علاقہ ایسا نہ ہو جہاں اختلافات مطالع کا اعتبار کرنا مذکورہ تحقیق کے مطابق ضروری ہو۔

(3) اسی طرح استفاضہ خبر جس کی تعریف اور تحقیق رسالہ ''رویئت ہلال'' میں مذکور ہے اس میں بھی آلات جدیدہ کی خبروں کا اعتبار کیا جائے گا اگر ملک کے مختلف حصوں اور سمتوں سے دس بیس ریڈیو اور ٹیلی فون، ٹیلی وژن یا خط وغیرہ کے ذریعے چاند خود دیکھنے والوں کی طرف سے اطمینان بخش خبریں آجائیں تو ان پر اطمینان کیا جاسکتا ہے شرط یہ ہے کہ خبر دینے والے کی شناخت پوری ہو جائے اور وہ یہ

بیان کریں کہ ہم نے چاند دیکھا ہے یا یہ کہ ہمارے سامنے فلاں شہر کے قاضی یا ہلال کمیٹی کے سامنے شہادت پیش ہوئی اس نے شہادت کا اعتبار کر کے چاند طلوع ہونے کا فیصلہ کر دیا۔ (شامی ص ۱۰۱، جلد ۲) محض ایسی مبہم خبر کہ فلاں جگہ چاند دیکھا گیا ہے استفاضہ خبر کے لئے کافی نہیں۔

(4) رمضان کے چاند میں چونکہ شہادت یا استفاضہ خبر دونوں شرط نہیں ہے ایک ثقہ مسلمان کی خبر کافی ہے اس لئے خط اور آلات جدیدہ کی خبروں پر اس شرط کے ساتھ عمل کرنا درست ہے کہ خبر دینے والے کا خط یا آواز پہچانی جائے اور وہ بچشم خود چاند دیکھنا بیان کرے اور جس کے سامنے یہ خبر بیان کی جا رہی ہے وہ اس کو پہچانتا ہو اور اس کی شہادت کو قابل اعتماد سمجھتا ہو ٹیلی گرام اور وائرلیس سے آئی ہوئی خبروں میں چونکہ خبر دینے والے کی شناخت نہیں ہو سکتی اس لئے محض ایسی خبروں سے ہلال ثابت نہیں ہوگا البتہ ٹیلی فون ٹیلی وژن، ریڈیو پر آواز کی شناخت ہو جاتی ہے اور یہ پہچانا جا سکتا ہے تو جب یہ معلوم ہو کہ خبر دینے والا کوئی ثقہ مسلمان عاقل و بالغ اور بینا ہے اور خود اپنے چاند دیکھنے کی خبر دے رہا ہے تو رمضان کا اعلان کرایا جا سکتا ہے اور خبر دینے والے پر مکمل اعتماد نہ ہو تو رمضان کا اعلان کرنا بھی درست نہیں اور ثبوت رمضان کے لئے حکم حاکم یا فیصلہ قاضی بھی شرط نہیں۔ عام آدمی جب کسی معتمد ثقہ مسلمان عاقل، بالغ، بینا سے یہ خبر سنیں کہ اس نے چاند دیکھا ہے تو ان پر روزہ رکھنا لازم ہو جاتا ہے خواہ وہ کوئی قاضی یا عالم یا ہلال کمیٹی فیصلہ دے یا نہ دے۔ (عالمگیری صفحہ ۱۲۷ جلد ۱) چنانچہ اسی طرح امداد المفتین میں بھی حضرت مفتی صاحب کے تحریر کا خلاصہ یہ ہے۔

رویت ہلال میں ریڈیو اور ٹی وی کی خبر کی شرعی حیثیت:۔

ہلال رمضان کی خبر میں چونکہ شہادت شرط نہیں اس لئے جس جگہ خبر دینے والے کی آواز پہنچائی جائے اور اس کا ثقہ ہونا معلوم ہو یا کسی ریڈیو سٹیشن کے متعلق یقینی ذرائع سے یہ معلوم ہو کہ اس میں ہلال کی اشاعت علماء کے فتویٰ اور شرعی ضوابط کے مطابق نشر کی جاتی ہے تو دوسرے شہروں میں اس پر عمل جائز ہے لیکن ہلال رمضان کے علاوہ ہلال عیدین اور دوسرے اہلہ کے معاملے میں باتفاق فقہاء شہادت شرط ہے اور شہادت کے شرائط میں سب سے بڑی شرط شہود شاہد یعنی عدالت کے سامنے گواہ کا حاضر ہونا ہے البتہ جس شہر میں یہ ریڈیو اسٹیشن موجود ہے اور اس میں رویت ہلال کا اعلان شرعی قواعد کے مطابق ہوتا ہے تو اس میں اور اس کے متعلقہ دیہات و مواضع میں اس کی خبر ایک اعلان کی حیثیت رکھے گی جیسے عام طور پر شہروں میں گولہ چھوڑنے یا گھنٹے نقارے وغیرہ بجانے کی عادت ہے اور اس کو فقہاء نے اس بلدہ کے حق میں معتبر مانا ہے (امداد المفتین ص ۴۸۴) ٹیلیفون، تار، ڈاک کے ذریعے اکھٹے ہوئے خطوط کا خبر رویت ہلال میں معتبر نہیں خواہ وہ تار یا خط مرسل نے از خود روانہ کیا ہو خواہ وہ دریافت کرنے پر (فتاویٰ محمودیہ ج ۳ صفحہ ۱۱۴)

فیکس سے چاند کی خبر ملے تو کیا حکم ہے:۔

فتاویٰ رحیمیہ میں ایک سوال و جواب کے شکل میں تحریر ہے۔

سوال: فیکس کے ذریعے چاند کی خبر موصول ہو تو اس پر عمل کرنا کیسا ہے؟ فیکس کو کتاب القاضی الی القاضی کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: فیکس (خط) کا حکم رکھتا ہے فیکس شہادت یا کتاب القاضی الی القاضی کے حکم میں نہیں آسکتا کہ اس میں کتاب القاضی الی القاضی کے جملہ شرائط موجود نہیں ہیں لہٰذا خط کا جو حکم ہوگا وہ فیکس کا حکم ہوگا (فتاویٰ رحیمیہ ج ۸/۲۶۰)

ریڈیو کی خبر معتبر ہونے کے لئے شرائط وضوابط:۔

ریڈیو کے ذریعے موصول ہونے والی چاند کی خبر کہ یہاں چاند کا ثبوت ہوگیا ہے فلاں جگہ چاند دیکھا گیا یہاں سے بہت سے لوگوں نے چاند دیکھا ہے یہ معتبر نہیں۔ ریڈیو کی خبر معتبر ہونے کی بہت باریک شرائط ہے جن کی رعایت عام ریڈیو میں مفقود اور ان شرائط کا لحاظ مشکل بھی ہے کیونکہ حکومت کے تعاون کے بغیر ان کا اجراء ناممکن ہے ریڈیو کا کونسا اعلان قابل اعتماد ہے؟ اس کے متعلق تفصیل یہ ہے کہ ہلال کمیٹی کے تمام اراکین اہل سنت والجماعت ہوں، بدعتی نہ ہوں اور احکام شریعت کے پورے پابند ہوں تمام اراکین عالم نہ ہوں تو کم از کم ایک دو رکن مفتی یا مستند عالم ہوں اور وہ از اول تا آخر کاروائیوں میں شریک رہیں اور وہی حضرات شرعی طور پر تحقیق وتفتیش کے بعد چاند کا فیصلہ کریں اور کمیٹی کا ایک رکن ''ترجمان'' کی حیثیت سے ضروری تفصیلات کے ساتھ ریڈیو پر چاند کے ثبوت کا اعلان کرے اور معتبر علماء اسے منظور کریں تو عمل کرسکتے ہیں عوام کی رائے اور منظوری غیر معتبر ہے۔

دیوبند سے حضرت مفتی نظام الدین صاحب کا فتوی شائع ہوا ہے جس پر حضرت مفتی محمود صاحب کی تصدیق ہے اس کے بعد اقتباسات پیش کرتا ہوں یہ تو صحیح ہے کہ ریڈیو کی خبر یا اعلان شہادت شرعیہ نہیں لیکن مطلقاً ہر حال میں بالکل ناقابل عمل اور ناقابل التفات قرار دے دینا بھی صحیح نہیں اسی طرح یہ بھی صحیح نہیں کہ ریڈیو پر آنے والی ہر خبر اور اعلان بالکلیہ صحیح اور درست ہو کہ اس پر تحقیق وتفتیش کی بھی ضرورت نہ رہے اور اس پر عمل واجب ہوجائے بلکہ اس میں کچھ تفصیل ہے کچھ قیود وشرائط ہیں ان کے ساتھ ریڈیو کا نشریہ واعلان معتبر وقابل عمل ہوسکتا ہے اور ان شرائط وقیود کے بغیر غیر معتبر اور ناقابل توجہ وعمل رہے گا ان تفصیلات وقیود کی اجمالی نشاندہی ذیل میں نمبروار کی جائے گی

مسئلہ نمبر 1: جہاں حکومت کی جانب سے قاعدہ شرعیہ کے مطابق رویئت ہلال کا ثبوت حاصل کرکے اعلان کرنے کا قانون وانتظام ہو اور اسی پر عمل رائج ومشہور ہو تو وہاں پر مقامی طور سے پورے حدود مملکت کے اندر عمل کرنے کے لئے یہ مطلق اعلان بھی مثل اعلان قاضی (شرح) ومثل طبل قاضی وصوت مدافع وغیرہ معتبر ہوگا خواہ حکومت مسلمہ ہو یا کافرہ اور وہاں اس اعلان ونشریہ پر عمل کرنا لازم ہوگا (یہ حکم اس لئے ہے کہ) اس صورت میں اس طریقہ سے غلبہ ظن حاصل ہوجاتا ہے اور اس صورت میں حدودِ مملکت سے باہر بھی اسی اعلان ونشر پر عمل کرنا ضروری ہوگا بشرطیکہ مہینہ ۲۹، ۳۰ دن کا ہونے کے بجائے ۲۸، دن یا ۳۱ دن کا نہ ہو رہا ہو۔

مسئلہ نمبر 2: جہاں پر حکومت کی جانب سے ایسا انتظام نہ ہو وہاں ایسا مسلمان حاکم جس کو حکومت کی جانب سے شرعی ثبوت حاصل کرنے کا اختیار ہو اور اعلان کرے یا ہلال کمیٹی جس کے تمام افراد مسلمان باشرع ہوں اور اس کی پوری کاروائی میں کوئی مستند تجربہ کار مفتی شریک ہو یا مستند مفتی شہر یا عالمِ مقتدا ومتدین یہ لوگ اعلان کریں کہ شرعی ثبوت حاصل کرنے کے بعد یہ اعلان کیا جاتا ہے اور قرائین شرعیہ سے

صحت کاظن غالب ہوتو مقامی طور پر یہ اعلان بھی معتبر ہوگا (بشرطیکہ مقامی یا قرب وجوار کے مستند علماء تصدیق کریں عوام عجلت نہ کریں

مسئلہ نمبر3: جہاں پر حکومت کی جانب سے کوئی شرعی انتظام نہ ہواور نہ کوئی مسلمان حاکم منجانب حکومت حسب قاعدہ شرعی ثبوت لے کر اعلان کا اختیار رکھتا ہو اور نہ کوئی شرعی ہلال کمیٹی وغیرہ ہو جیسا کہ ہمارے ملک کے اکثر آبادیوں کا بالخصوص دیہاتوں کا یہی حال ہے حالانکہ وہاں بھی مسلمان آباد ہیں اور بکثرت ہیں اوران کو بھی روزے رکھنا اور شوال کی پہلی تاریخ متعین ومعلوم کرنا ضروری ہے کیونکہ یکم شوال کو روزہ رکھنا حرام ہے اور چاند ہر جگہ یا ہمیشہ نظر آنا ضروری نہیں اور ریڈیو بوجہ کثرت قریب قریب ہر گاوں میں رائج ہو چکا ہے اگر ریڈیو سے خبر آجائے اور آہی جاتی ہے ایسے موقع پر کس طرح عمل کیا جائے تو اس کا حکم یہ ہے کہ یہ خبر اگرچہ اپنے ملک کے کسی حصہ سے آئے لیکن بایں الفاظ آئے کہ یہاں چاند ہوا ہے یا فلاں شخص نے دیکھا ہے یا بہت سے لوگوں نے دیکھا ہے تو خبر بالکل معتبر نہیں خواہ کتنی ہی تعداد میں ایسی خبریں کیوں نہ آئیں اس لئے کہ یہ خبر وحکایت محض ہے جو شریعت میں غیر معتبر ہے اور ہمارے ملک میں آج کل ریڈیو کی خبریں اکثر ایسی ہوتی ہیں اور عوام میں بھی اکثر بلالحاظ شرائط وقیود اس کو معتبر اور قابل عمل قرار دے کر عمل کر بیٹھے ہیں اور ان ہی وجود کی بناء پر بعض حضرات علماء نے ریڈیو وغیرہ کی خبروں کو مطلقاً غیر معتبر و ناقابل عمل قرار دیا ہے ورنہ راجح ومحقق یہ ہے کہ اگر بایں الفاظ اعلان یا نشر خبر ہو کہ میرے سامنے فلاں حاکم شرعی نے یا فلاں ہلال کمیٹی نے جس کے تمام افراد باشرع ہیں یا فلاں مفتی شہر نے فلانا عالم مقتدیٰ ومتدین نے یا فلاں مسلمان حاکم یا مسلمان وزیر نے (جس کو حکومت وقت کی جانب سے بااختیار بنایا گیا ہو) ثبوت شرعی حاصل کر کے ثبوت رویت کا حکم یا یہ فیصلہ دے دیا ہے اوران الفاظ کا نشر کرنے والا شخص بھی (مسلمان) معلوم ومعتبر ہو تو اس نشر پر یہ عمل کرنا درست ہوگا۔ (نظام الفتاویٰ ص ۱۶، ۲۳ ج ۱) رسالہ رویت ہلال کے بارے میں ریڈیو ٹیلیفون وغیرہ کا شرعی حکم) از ص ۱۸، ۲۰ بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ ج ۸، ۵۶، ۵۵، ۵۴ ص ۲۵۳)

تار کی اطلاع:۔

تار کا معاملہ تحریر اور ٹیلی وژن دونوں سے مختلف ہے نہ اس میں خبر دینے والے کی خود کوئی تحریر ہوتی ہے نہ اس کی آواز اور نہ محکمہ ڈاک وتار اس بات کا پابند ہوتا ہے اور نہ یہاں کوئی ایسا خارجی قرینہ ہی پایا جاتا ہے جس سے اندازہ کیا جاسکے کہ یہ خاص اس شخص کا تار ہے جس کی طرف منسوب ہے اس لئے ان مواقع پر بھی تار کی اطلاع کا اعتبار نہ ہوگا جہاں خبریں معتبر نہیں،،،،، ہاں اگر آئندہ قانونی یا عملی طور پر ایسی کوئی بھی صورت پیدا کی جاسکتی ہو تو گنجائش نکل سکتی ہے۔ حضرت مولانا عبدالحیؒ لکھنویؒ کا جو فتویٰ رویت ہلال کی تحریری اضلاع کے ذیل میں ذکر کیا گیا ہے اس میں اس کی صراحت موجود ہے کہ اگر از شہرے خبر رسیدہ کہ بہ شب گزشتہ درآنجا رویئت ہلال شدہ یا بوساطت تار برقی دریافت ایں تسلیم نمی شود تاوقتیکہ شہرت آں نشود از تحریرات کثیرہ واخبار عدیدہ (الفتاویٰ الھندیہ ج ۴ کتاب الکراھیۃ) خط، تار اور ٹیلی فون کی خبروں کے سلسلے میں مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء لکھنو کا فیصلہ حسب ذیل ہے تار، خط، ٹیلی فون کی خبر معتبر نہیں ہے ہاں اگر خصوصی انتظام کے تحت متعدد جگہوں سے متعدد تار، ٹیلی فون اور خطوط آئیں اور علماء کہیں کہ ان سے ظن غالب پیدا ہوتا ہے تو اس بنیاد

پر علماء کا فیصلہ قابل قبول ہوگا۔ (جدید فقہی مسائل ج ۲ صفحہ ۳۰) چونکہ تار میں اس کی کوئی علامت نہیں کہ کس کا تار ہے نیز اس میں غلط اور خلط بھی کثیر ہوتا ہے۔ اس لئے معتبر نہیں (تتمہ ثالثہ ص ۸۰ امداد الفتاویٰ ج ۲/ ۹۴، اضافہ از ادارہ)

توحید العیدین:۔

توحید العیدین کا لفظی معنی ہے جمعہ اور عید کا اکٹھا ہونا اسلام میں عید اور جمعہ اکٹھے ہو جائیں تو جمعہ فرض ہونے کی وجہ سے اور عید واجب ہونے کی وجہ سے دونوں کا پڑھنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا'' یا ایھا الذین امنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الیٰ ذکر اللہ وذروا البیع ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون''سورۃ الجمعۃ آیت نمبر ۹ . ترجمہ: اے ایمان والو! جب آذان ہو نماز جمعہ کے دن تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چھوڑو خرید و فروخت یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے۔

نمبر ا: بخاری شریف میں ہے۔''فقال ابو عبید ثم شھدت مع عثمان بن عفان و کان ذٰلک یوم الجمعۃ فصلی قبل الخطب ثم خطب فقال یاایھا الناس ان ھذا یوم قدا جتمع لکم فیہ عید ان فمن احب ان یرجع فقد اذنت لہ الحدیث''الکتب الستۃ الصحیح البخاری ص ۴۷۹) ابو عبیدؒ کہتے ہیں پھر میں عید کی نماز کے لئے حضرت عثمان بن عفانؓ کے ساتھ حاضر ہوا یہ اتفاق سے جمعہ کا دن تھا آپ نے بھی خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا فرمایا لوگوں یہ ایسا دن ہے جس میں تمہارے لئے دو عیدیں اکٹھی ہو گئیں ہیں اہل عوالی میں جو جمعہ کا انتظار کرے اور جو واپس جانا چاہے میرے طرف سے اسے اجازت ہے

نمبر ۲:''عن النعمان بن بشیرؓ قال کان النبی ﷺ یقرا فی العیدین و فی الجمعۃ سبح اسم ربک الاعلیٰ و ھل اتک حدیث الغاشیۃ وربما اجتمعا فی یوم واحد فیقرأبھما(الکتب الستۃ جامع ترمذی ص ۱۴۹۷) ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ عیدین اور جمعہ کی نماز میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ھل اتک حدیثالغاشیۃ پڑھتے تھے بسا اوقات عید و جمعہ ایک ہی دن اکٹھے ہو جاتے تو بھی آپ دونوں نمازوں میں یہی سورت پڑھتے تھے

نمبر ۳: محمدؒ عن یعقوبؒ عن ابی حنیفۃؒ عید ان اجتمعا فی یوم واحدفالاول سنۃ والآخرۃ فریضۃ ولا یترک واحد منھما(جامع الصغیر ص ۱۱۳) ترجمہ: حضرت امام محمدؒ بروایت قاضی ابو یوسفؒ، حضرت امام ابو حنیفہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب دو عیدین (عید اور جمعہ) ایک دن اکٹھی ہو جائیں تو اول سنت ہے (اس کا جوب سنت سے ثابت ہے) اور دوسری عید (جمعہ) فرض ہے اور ان دونوں میں سے کسی کو بھی ترک نہیں کیا جا سکتا آیت کریمہ اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہو رہا ہے کہ اگر عید اور جمعہ دونوں ایک دن جمع ہو جائیں تو دونوں نمازیں پڑھنا ضروری ہے عید کی نماز کی وجہ سے جمعہ کی نماز کی فرضیت ساقط نہیں ہوتی وجہ یہ ہے کہ جمعہ فرض ہے، جس کی فرضیت نص قطعی یعنی آیت مبارکہ''یاایھا الذین امنوا اذا نودی للصلوٰۃ الأیۃ''سے ثابت ہے جو تمام جمعوں کو شامل ہے اس میں کسی جمعہ کی تخصیص نہیں ہے نیز ذخیرہ احادیث میں ایسی احادیث پائی جاتی ہے جن سے معلوم ہوتا کہ حضور ﷺ نے بلا عذر جمعہ چھوڑ دینے پر انتہائی سخت وعیدیں بیان فرمائی ہے ان احادیث کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ جمعہ خواہ کسی دن ہو

اس کی نماز پڑھی جائے اور ہرگز ترک نہ کی جائے آنحضرت ﷺ کا عمل مبارک یہی تھا کہ اگر عید اور جمعہ ایک دن اکھٹے ہو جاتے تو آپ دونوں نمازیں پڑھتے تھے کسی حدیث صحیح سے ثابت نہیں کہ حضور ﷺ نے ایسے موقع پر صرف نماز عید پڑھی ہو اور جمعہ نہ پڑھا ہو بلکہ آپ کا معمول یہی تھا کہ آپ ﷺ ایسے موقع پر دونوں نمازیں پڑھتے تھے حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ اگر کبھی عید اور جمعہ ایک دن اکھٹے ہو جاتے تو آپ اس دن نماز عید اور نماز جمعہ دونوں میں یہی سورتیں پڑھتے تھے (جیسا کہ حدیث نمبر۲ سے واضح ہے) اس حدیث سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ ایسے موقع پر دونوں نمازیں پڑھا کرتے تھے خلیفہ راشد سیدنا عثمان بن غنیؓ کا معمول بھی یہی تھا کہ اگر جمعہ اور عید ایک دن جمع ہو جاتے تو آپ دونوں پڑھاتے البتہ اہل عوالی کو کہ جن پر جمعہ فرض ہی نہیں تھا انہیں اجازت دیتے تھے کہ اگر تم جمعہ کے لئے ٹھہرنا چاہو تو ٹھہر جاو اگر جانا چاہتے ہو تو چلے جاو۔ لیکن آیت کریمہ اور احادیث مبارکہ کے خلاف غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ جس دن عید اور جمعہ اکھٹے ہو جائیں اسی دن جمعہ کی نماز کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے اور جمعہ کی نماز میں رخصتی ہوتی ہے چاہے کوئی پڑھے یا نہ پڑھے۔ میاں نذیر حسین سے ایک سوال ہوا کہ اگر اتفاق سے عید و جمعہ دونوں ایک ہی دن میں جمع ہو جائیں تو اس میں جمعہ کا پڑھنا رخصت ہے یا نہیں زید ایسے دنوں میں جمعہ نہیں ادا کرتا اور کہتا ہے کہ میں ایک سنت مردہ کو زندہ کرتا ہوں یہ کہنا کیسا ہے؟ اس سوال کے جواب میں آپ کے شاگرد مولوی عبد الرحیم لکھتے ہیں جب عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہو جائیں تو اس دن اختیار ہے جس کا جی نہ چاہے جمعہ نہ پڑھے اور ایسے دنوں میں زید جو نماز ادا نہیں کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ایک مردہ سنت کو زندہ کرتا ہوں سو اس کا یہ کہنا اچھا ہے فتاویٰ نذیریہ ج ا ص ۵۷۳) نوٹ: یہ فتویٰ میاں نذیر حسین صاحب دہلویؒ کا مصدقہ ہے نواب نور الحسن صاحب لکھتے ہیں ''وچوں جمعہ وعید برہم ایندو ایک روز جمعہ باشد وظاہر آنست کہ این رخصت عام ست از برائے امام وسائر مردم'' عرف الجادی ص ۴۳۔ اور جب عید اور جمعہ ایک دن اکھٹے ہو جائیں تو جمعہ میں رخصت ہو گی اور ظاہر یہ ہے کہ یہ رخصت تمام لوگوں اور امام کے لئے ہیں (نواب وحید الزمان صاحب رقمطراز ہیں) ''**والجمعة فی یوم العید رخصة مطلقاً لاهل البلد وغیر هم فان شاء صلی العید والجمعة کلیهما وان شاء صلی العید فقط ولم یصلی الجمعة وفی سقوط الظهر خلاف والحق جواز ترکه ایضاً**'' نزل الابرار ج ا ۱۵۵. ترجمہ: اور جمعہ کی عید کے دن رخصت ہے شہر والوں اور غیر شہر والوں سب کے لئے اگر چاہیں تو عید اور جمعہ دونوں پڑھ لیں چاہیں تو صرف عید پڑھ لیں اور جمعہ نہ پڑھیں البتہ ظہر کے ساقط ہونے میں اختلاف ہے حق بات یہ ہے کہ اس دن ظہر نہ پڑھنا بھی جائز ہے جمعہ کی فرضیت نص قطعی سے ثابت ہے جس میں کسی دن کی کوئی تخصیص نہیں حضور ﷺ بلا عذر جمعہ چھوڑنے پر سخت وعید بیان فرماتے ہیں آپ کے زمانے میں اگر جمعہ وعید ایک دن میں اکھٹے ہوتے تھے تو آپ جمعہ اور عید دونوں پڑھتے تھے۔ یہی عمل خلیفہ راشد سیدنا عثمان غنیؓ کا بھی تھا لیکن غیر مقلدین حضور ﷺ اور سیدنا عثمان غنیؓ کے عمل سے قطع نظر کر کے جمعہ کی نماز سے عذر قرار دیتے ہیں۔ جس کا مطلب ہے کوئی پڑھ لے تو بھی ٹھیک نہ پڑھے تو بھی ٹھیک بلکہ ان کے نزدیک جمعہ نہ پڑھنا مردہ سنت کو زندہ کرنا ہے

(ولا حول ولا قوة الا باالله العلی العظیم)